International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

The Role of Water in Achieving Food Security in Islamic Economics.

اسلامی اقتصاد کے حوالے سے غذائی تحفظ کے حصول میں پانی کا کردار

Zawran Ullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Research, University of Science & Technology, Bannu
Dr. Muhammad Fakhar uddin
Lecturer, Department of Islamic Studies and Research, University of Science & technology, Bannu

Abstract

Water plays a crucial role in the Islamic economy and is essential for food security. According to the principles of Islamic economics, it is incumbent upon us to conserve water and use it judiciously. In accordance with Sharia principles, we promote fairness and equality in the distribution of water, protect critical resources, and advocate for better utilization. Measures for water conservation are extremely important. These include promoting water equity, harvesting rainwater and its better utilization, improving water distribution and usage in agricultural businesses, and safeguarding against artificial scarcity of water. Similarly, standardized conservation measures for water are also part of the Islamic economy, such as preventing artificial obstructions and ensuring proper water purification. By taking steps to conserve water, we can strengthen this initiative and provide a better future for future generations. Likewise, by improving the distribution and usage of water, we can also enhance food security, which contributes to the advancement of the economy.

Keywords- Water, Achieving Food, Security, Islamic Economics.

پانی نہ صرف انسان بلکہ زمین پر رہنے والی تمام والی تمام مخلوق کی زندگی کے لئے اس حدتک ضروری ہے کہ اس کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے۔ یہ نہ صرف پینے کے لئے ضروری ہے بلکہ صفائی اور ماحول کو معتدل رکھنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا انتظام بھی ایسے طریقے سے رکھا کہ جتنا بھی استعمال کیا جائے زمین کے اندر سے چشموں کی صورت میں اور آسمان سے بارش کی صورت میں اس کی کمی کو پورا کیا جاتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ اس بات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ پانی کو بے جا استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ شکر ادا کرنے اور اسراف نہ کرنے کی صورت میں وہ اپنی نعمتوں کو اور بڑھا دیتا ہے جبکہ ناشکری اور اسراف یا تبذیر کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنبیہ کے لئے اس نعمت کو کم یا سلب کرلیتا ہے۔ اسی طرح پانی ہماری غذائی ضروریات پورا کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کیونکہ جو بیج بھی بویا جاتا ہے اس کی نشوونما اور بڑھوتری کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ بارشوں یا ندی نالوں، ٹیوب ویل، رہٹ یا دوسرے ذرائع سے دیا جاتا ہے۔ اس فصل میں غذائی ضرورت میں پانی کی اہمیت کو واضح کریں گے۔

پانی ایک سیال مادہ ہے جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے، ہائیڈروجن دو حصے اور آکسیجن ایک حصہ یعنی H_2O۔ یہ شفاف، بے رنگ، بے ذائقہ اور بے بو ہے۔ اسی طرح الماء العذب اس پانی کو کہا جاتا ہے جس میں نمکین اجزاء کی کمی ہو، الماء المعدنی زمین کے جوف سے نکلنے والا طبعی پانی جس کے نمکین اجزاء ایک خاص ذائقہ پیدا کرتی ہے، مآء المقطر پانی کے بخارات کی تکثیف سے حاصل شدہ پانی جو کہ نمکیات سے خالی ہوتا ہے کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح الماۃ پانی کو کہا جاتا ہے۔ اماھت الارض کے معنی زمین کا بہت پانی والی ہونا۔[1]

قرآن مجید میں پانی کا ذکر بہت سے مقامات میں آیا ہے جس میں پانی کی اقسام اور منافع بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ ستر آیات میں اس کا ذکر صراحت کے ساتھ یا مفہوم کے ساتھ کیا گیا ہے، جس کی چند مثالیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

سورۃ ابراھیم میں اللہ تعالیٰ پانی کے اقسام میں سمندر اور نہروں کے پانی اور بارش کے پانی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

اَللّٰہُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ۝ (ابراھیم:32)

ترجمہ: اور اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی نازل فرمایا اور اس کے ذریعے پھلوں کو نکال کر تمہارے لئے رزق پیدا فرمایا اور تمہارے (فائدے) کے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ وہ اس کے حکم سے سمندروں میں چلتی ہے اور تمہارے لئے نہریں بھی مسخر فرمائیں۔

یہاں اس آیت میں برش، سمندروں اور نہروں کے پانی کا ذکر کر کے اس کے انسانی رزق کا ذریعہ بیان فرمایا کیونکہ جس طرح حیوانات بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتے اسی طرح نباتات بھی پانی ہی کے ذریعے نمو پاتے ہیں۔

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ پانی کے فوائد جیسے پینے کے لئے اور کھیتی اور گھاس کے اگانے ذکر فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ۝(النحل:10)

ترجمہ: اس ذات نے تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل فرمایا جس سے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے درخت اور پودے (اُگتے) ہیں جس میں تم (اپنے جانور) چرانے کے لئے چھوڑتے ہو۔

گویا پانی انسانی ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ ہے کہ ایک طرف یہ انسان کے پیاس بجھانے کا ذریعہ ہے اور دوسری طرف فصلیں اگانے میں استعمال ہوتا ہے اور جانوروں کے لئے زمین میں چارہ پیدا ہونے کا ذریعہ بھی ہے جو انسان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

جدید دور میں پانی سے بجلی بھی بنائی جاتی ہے جو انسان کی ذاتی ضروریات کے ساتھ ساتھ ملکی ضروریات میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے، ہمارے جتنے بھی چھوٹے بڑے کارخانے اور ملیں ہیں وہ سب بجلی سے چلتی ہیں لہٰذا پانی ہمارے ملکی پیداوار اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔

اور لوگوں کے احوال کے زمین کی حالت مطابق پانی کی مختلف شکلیں ہیں، تو کبھی پانی کو نہروں اور ندی نالوں زمین تک لایا جاتا ہے، انسان کو سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کیسے بادلوں کو پیدا کرتا ہے اور پھر ہوا کو اس پر مسلط کر کے اپنے حکم سے ان پانی سے بھرے بادلوں کو ضرورت کی جگہ پر لے جاتا ہے اور پھر فصلوں پر ان کو کیسے حاجت کے مطابق برساتے ہیں اور پہاڑوں کو کیسے پانی کی حفاظت کے لئے استعمال کرتے ہیں پھر وہاں سے چشمے نکالتا ہے، اگر یہ پانی یک وقت نکل آتا تو شہروں کو غرق کر ڈالتا اور فصلوں اور مویشیوں کو ہلاک کر دیتا۔

پانی کی اپنی کیت اور قابلیت کے لحاظ ست کئی قسمیں ہیں جیسے ارشاد ہے:

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ"(الرحمن:19،20)

ترجمہ: دو دریاؤں کا ملایا جایا ہے اور ان کے درمیان برزخ ہے اور دونوں ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے۔

یہاں بحران سے مراد صاف اور کھارا پانی یا نمکین اور میٹھا پانی مراد ہے۔

مرج سے مراد دو سمندروں کا پانی کو لا کر اور آپس میں ملنے کے لئے چھوڑ دینے کا کہا جاتا ہے لیکن دونوں قسم کا پانی اپنی حد سے تجاوز نہیں کرتے اور نہ ہی ملتے ہیں اور ہر پانی اپنے ہی حد میں اپنا کام کرتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب تقسیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کا تین چوتھائی حصہ پانی جو ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہے اور ایک چوتھائی حصہ خشکی کا بنایا ہے اور اس پانی میں بھی اکثر حصہ نمکین پانی کا ہے جو زمین کو منسلک رکھنے اور اس کو زندگی کے لئے قابل بنانے میں مدد دیتا ہے۔ ان وسیع سمندروں اور دریاؤں سے بخارات اٹھتے ہیں جو ثقافتوں (گند) سے پاک ہوتی ہے اور ان میں موجود اشیاء کی نسبت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی لہٰذا جو پانی بخارات کی شکل میں اُٹھتی ہے وہ میٹھا پانی ہوتا اور نمکین پانی رہ جاتا ہے، جو بارش کی شکل میں اترتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۝(الروم:48)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیج دیتے ہیں جو بادل بن جاتا ہے اور پھر اس کو جہاں چاہے بھیج دیتے ہیں۔

اُصولِ شریعت برائے پانی:

پانی کے معاملے میں شریعت نے جو اصول بنائے ہیں، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے زمین پر پانی کی اتنی مقدار پیدا اور ذخیرہ کی ہے جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے کافی ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی آنے کا کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں اگر انسان پانی کا بے دریغ استعمال کرتا ہے تو یہ خود اپنے آپ پر اور دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک چشمے پر قبضہ کیا اور ہاتھ سے چلو بھر بھر ایک برتن میں پانی کر جمع کیا تو اس پانی سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اور منہ (چہرہ مبارک) دھوئے، پھر وہ پانی اسی چشمے میں ڈال دیا، تو وہاں سے پانی تیزی سے ابلنے لگا اور سب لوگ سیر ہو گئے پھر فرمایا:

" يُوشك يا معاذ إن طالت بك حياة أن ترى ما ها هنا قد ملىء جناناً. "[2]

ترجمہ: اے معاذ اگر آپ نے طویل عمر پائی تو آپ دیکھیں گے کہ یہ پانی وسیع علاقے کو سیراب کرے گی۔

آپ ﷺ کی یہ بات صحیح ثابت ہوگئی اور شام کے لوگ اس پانی سے اپنے باغوں کو سیراب کرتے ہیں اور اردن نے ترکی کے ساتھ معاہدہ کیا اور ایک بڑے منصوبے کے تحت اردن کی پانی کی ضروریات پوری ہو رہی ہے اور ٹیکنالوجی کی بدولت زمین کی بہت گہرائی سے پانی نکالا جا رہا ہے۔

پانی کے استعمال میں حد سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور جو احادیث ذکر ہوئے ان سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پانی کے بے دریغ استعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی وعید پر مبنی ہے:

" أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ۝ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ۝ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ۝ (الواقعۃ:70-68)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا تم لوگوں نے اسے نازل کیا یا اس کے نازل کرنے والے ہم ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا بنا دیں تو تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟

اس کا مطلب ہے کہ ہم نے صرف تمہارے کھانے کا انتظام نہیں کیا ہے بلکہ تمہاری پیاس بجھانے کا انتظام بھی ہم نے کیا ہے کہ سمندر کے کھارے پانی سے صاف ستھرا اور میٹھا پانی سورج کی گرمی سے بھاپ میں تبدیل کر کے بادل کی شکل دے دیتے ہیں اور پھر ہوا کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جاتے ہیں اور زمین کے مختلف جگہوں پر برساتے ہیں، جسے تم جمع کر کے پیتے ہو اور ہم ہی اس صاف پانی کو تمہارے لئے ذخیرہ کرتے ہیں اگر ہم چاہیں تو سارے کو ہم کھارا بنا سکتے ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ تم کو پینے کا پانی نہ ملے گا بلکہ اس کھارے پانی کی وجہ سے زمین بھی کچھ پیدا کر سکنے کے قابل نہیں رہے گی، اس لئے تم شکر ادا کیا کرو۔

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهِ، وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا أُجَاجًا بِذُنُوبِنَا.[3]

ترجمہ: ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اپنی رحمت سے ہمیں میٹھا پانی پلایا اور ہماری گناہوں کی وجہ سے اسے نمکین اور کھارا نہیں بنایا۔ یعنی ناقابل استعمال نہیں کیا

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ شکر ادا کرنا اس نعمت کو احتیاط سے اور بقدر ضرورت استعمال کرنا اور اس میں اسراف اور تبذیر سے پرہیز کرنا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ٹیوب ویل وغیرہ کا پانی راستوں اور سڑکوں کے چھڑکاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ مقصد نالیوں کے پانی سے بھی پورا ہو سکتا ہے، تو صاف پینے کے پانی سے یہ کام کیوں کیا جائے یہ سراسر زیادتی ہے، جس سے پرہیز ضروری ہے۔ خصوصاً ان آیات اور احادیث کے بعد تو یہ بات لازم ہو جاتی ہے کہ یہ پانی جو زندگی کے لئے لازمی ہے اور قادر مطلق کے منشاء کے بغیر اتنی مقدار میں پانی کا وجود ممکن نہیں اور وہی ایک ذات ہے جس نے ہماری زمین کو پانی کا خزانہ بنا دیا اور کھارے پانی کو بخارات بنا کر اس سے نہ صاف

پانی بنادیا بلکہ کہیں یہ بہت زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور کبھی برف (ژالہ باری) کی شکل میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ کرلیتا جو آہستہ آہستہ پگھل کر ہماری ضروریات پوری کرتا ہے،اور بارش کا پانی بھی کبھی انسانی پیاس مٹانے اور زمین کی زرخیزی میں استعمال ہوتا اور کبھی وہ زمین کے اندر ذخیرہ ہو جاتا ہے۔

پانی کی اقسام:

انسان کے لئے ابتداء سے ہی اہم ہے کیونکہ یہ زندگی کے لئے اساس کا کام کرتی ہے اور بغیر پانی کے زندہ رہنا محال ہے۔پانی صرف پینے کے لئے ضروری نہیں بکہ انسانی خوراک کا حصول بھی اس کے بغیر ممکن نہیں،انسانی غذا کے ذرائع جانور اور نباتات ہیں اور یہ دونوں پانی کے محتاج ہیں۔جانور تو انسان کی طرح پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے اور نباتا تپانی کے بغیر نمو نہیں پا سکتے۔پانی نہ صرف یہ انسان کے لئے دنیاوی فوائد کا ذریعہ ہے بلکہ اخروی فلاح وکامیابی کا بھی ذریعہ ہے اور پانی کا تحفظ میں اس کے لئے اجر عظیم کا ذریعہ ہے اور اس کا اجر موت کے بعد بھی اس کے لئے جاری رہتا ہے اگرچہ وہ انسان کی بجائے جانوروں کے کام ہی آئے:

" سِبع يجري للعبد أجرها بعد موته وهو في قبره: من علّم علماً، أو أجرى نهراً، أو حفر بئراً، أو غرس نخلاً، أو بنى مسجداً، أو ورث مصحفاً، أو ترك ولداً يستغفر له بعد موته. "[4]

ترجمہ: سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر انسان کے موت کے بعد قبر میں ملتا رہتا ہے،وہ علم جو دوسروں کو سیکھایا،نہر جاری کرنا یا کنواں کھودنا(تاکہ لوگ اس میں سے پانی پیئے) یا کھجور یا پودا لگایا،یا مسجد بنائی،یا میراث میں قرآن چھوڑا یا نیک اولاد چھوڑی جو اس کے اس کے موت کے بعد مغفرت کی دعا کرتا ہو۔

ان میں نہر بنانا اور کنواں کھودنا شامل ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس سے پانی پیئیں یا نہروں سے اپنی فصلوں اور باغات کو پانی دے تاکہ عام انسانوں کو اس سے فائدہ حاصل ہو۔جدید دور میں پانی ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے خصوصاََ ان علاقوں میں جہاں پانی آسانی سے دستیاب نہ ہو،اور ان علاقوں میں بھی جہاں پر آبپاشی نہروں ہی کے ذریعے ہوتا ہو،ان علاقوں میں حکومت ایک خاص مقدار میں پانی چھوڑتا ہے جس سے وہ اپنی ضریات پوری کرتے ہیں۔بعض دیہاتوں میں فصلوں کی سیرابی کے لئے پانی کی بار لگی ہوتی ہے اور ہر کوئی اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں،اب اگر پانی کی مقدار فصلوں کے لئے پوری نہ ہو تو وہاں فصل کم ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتی جس کا اثر ملک کے اقتصادی حالات پر ہوتا ہے،اور اگر پانی کی مطلوبہ مقدار مل جائے تو فصل اچھی ہونے کی صورت میں ملکی اقتصادی حالات بہتر ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ بات بھی ثابت ہے کہ کسی ملک کی اقتصادی اور معاشی نظام کا دارو مدار پانی پر ہے۔پانی کی تین قسمیں ہیں؛

(ا) نہری پانی۔(ب) چشمے کا پانی۔(ج) بری (خشکی یا زمینی) پانی۔

(ا) **نہری پانی**:۔اس کی دو قسمیں ہیں؛ (1) یہ وہ پانی ہے جو اللہ تعالیٰ بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں میں جاری کیا ہے اور یہ قدرتی نیرں ہیں جس کی کھدائی انسان نے نہیں کی جیسے پاکستان میں دریائے سندھ،راوی،ستلج،راوی،بیاس وغیرہ۔ان کا پانی ہر ایک کے لئے ہے جسے پینے اور زراعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے پانی میں کفایت اور ضرورت کے لئے ضروری مقدار میں کمی کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا،اور جو اس کے پانی کے متعلق خواہ قبائل ہوں یا حکومتیں لڑتے ہیں،اس میں بنیادی بات اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی ہے کہ ہم اس پانی کو جائز طریقے سے استعمال ہی نہیں کرتے بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسرے کا حق مارا جائے خواہ وہ حق ہمارے کام آئے یا نہ آئے۔

(2) دوسری قسم کا پانی وہ ہے جو چھوٹی نہروں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اور یہ بھی دو قسم کی ہے؛

(i) یہ وہ جاری پانی ہے جس کو قبضہ کئے بغیر ہر مالک زمین اس سے بوقت ضرورت اپنی زمین کو سیراب کرنے کے لئے پانی لے سکتا ہے اس کے تحت سب کو یہ پانی کافی ہو جاتا ہے اور اگر کوئی قسم اس سے اپنی زمینیں سیراب کرنے کے لئے نہر نکالنا چاہے تو کوئی اسے نہیں روکے گا،البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ اس نئی نہر سے کسی کو نقصان نہ پہنچے اور اگر کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اسے روکا جائے گا اور ضرر نہ ہونے کی صورت میں نہیں روکا جائے گا،لیکن اس سلسلے میں حکومت وقت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ لوگوں کے مابین تنازعہ پیدا نہ ہو۔

(ii) دوسری قسم ان نہروں کا ہے جس کا پانی زیادہ مقدار میں نہ ہو جب تک اس کے پانی کو روکا نہ جائے لوگوں کو فائدہ نہیں دیتی، اس کا استعمال اس طرح ہوگا کہ نہر کے منبع کے قریب جو لوگ رہتے ہیں وہ پانی اپنے لئے روک کر کام چلالیں گے پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے وہ پانی کو محبوس کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیں گے اور اس طرح آخر تک یہ سلسلہ جاری ہوگا۔[5]

اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

" قَضَى فِي شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ، أَنَّ الْأَعْلَى فَالْأَعْلَى يَشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ، وَيُتْرَكُ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ، وَكَذَلِكَ، حَتَّى تَنْقَضِيَ الْحَوَائِطُ، أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ. "[6]

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے باغوں کا پانی دینے کا فیصلہ یہ فرمایا کہ اول پہلے پھر اس کے بعد جس کی زمین ہو اور پھر آخر تک یہ سلسلہ کہ ہر ایک اپنے مابعد سے پہلے پانی حاصل کرے گا اور ٹخنوں تک پانی کھیتوں میں کھڑا کیا جائے گا اس سے زیادہ نہیں، پھر سیرابی کے بعد قریبی نیچے والے کے لئے پانی چھوڑے گا اور اسی طرح یہ معاملہ ہوگا یہاں تک کہ سارے باغ سیراب ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے پانی کی مقدار بھی بتائی کہ کتنا پانی زمین کو دیا جائے گا۔ لیکن یہ حکم تمام زمانوں اور شہروں کے لئے عام نہیں، بلکہ پانچ وجوہات کی بناء پر اس میں اختلاف ہو سکتا ہے؛

(اول) زمین کے اختلاف کی وجہ سے کیونکہ بعض زمینیں آسانی سے سیراب ہوتی ہیں اور بعض زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے زیادہ پانی درکار ہوتا ہے۔

(دوم) فصل (کھیتی) کے اختلاف کی وجہ سے، کہ بعض فصلوں کو پانی کی کم مقدار کی ضرورت ہوتی ہے جیسے مکئی، اور بعض فصلوں کو بہت زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے جیسے چاول۔

(سوم) موسم کے لحاظ سے کہ موسم گرما میں پانی کی زیادہ مقدار اور موسم سرما میں کم مقدار میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

(چھارم) فصل بونے کے وقت کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے کہ وقت پر، وقت سے پہلے یا وقت کے بعد کی بوائی بھی پانی کی م قدار میں اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

(پنجم) پانی کے جاری ہونے اور انقطاع یا کٹ جانے کا اعتبار بھی اس سلسلے میں اختلاف کا سبب بنتا ہے کیونکہ جو پانی جلدی ختم ہوتی ہے وہاں کے لوگ پانی ذخیرہ بھی کرتے ہیں اور استعمال کے لئے پانی لیتے بھی ہیں اس لئے پہلے استعمال کرنے والے کے پاس پانی نہ ہو تو دوسروں کی باری پر بھی پانی لیا کرتے ہیں۔

اس قسم کے اختلافات میں پانی کی ضرورت کے بارے میں عرف کا اعتبار کیا جاتا ہے جو زمانے کے اختلاف سے مقدار استعمال مختلف ہوتی ہے۔

(iii) نہروں کی تیسری قسم وہ نہریں ہیں جسے آدمی کھودتے ہیں تاکہ اپنی زمینوں کا سیراب کر سکیں اور یہ نہریں ان کے مابین مشترک ہوتی ہیں۔ عموماً یہ نہریں بڑی نہروں سے ایک خاص علاقے کے لئے وہاں کے مکین نکالتے ہیں، اور پھر وہ لوگ اس کا پانی زمین کے حساب سے یا تعداد (رؤس) کے لحاظ سے تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک اپنی باری پر کھیتوں کا پانی دیتے ہیں۔

(ب) کنوؤں کا پانی: اس کے کھودنے کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں:

(1) جس کو لوگ سبیل کے طور پر کھودتے ہیں تاکہ مسافر اس سے پانی پئیں اور اپنی دوسری ضروریات بھی پوری کریں۔ پانی سب کے مابین مشترک ہوتا ہے۔

(2) ویرانوں اور جنگلوں میں کنویں رحم دلی کے جذبے کے تحت کھودے جاتے ہیں تاکہ لوگ خود بھی پئیں اور اپنے جانوروں کو پلائیں۔ جس نے بھی کنواں کھودا ہو اسی کا حق ہے کہ اس کا پانی استعمال کرے اور اس کے بعد ہر آنے والا شخص خود پینے کے یا جانوروں کو پلانے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

(3) تیسری قسم ایسے کنوؤں کی ہے کہ انسان اسے ذاتی استعمال کے لئے کھودے۔ جب اس میں پانی آجاتا ہے تو اس پر اسی کی ملک ہوتی ہے اور اس کے ساتھ جو حریم (باڑ) ہوتا ہے وہ بھی اس کی ملک ہوتی ہے یعنی وہ علاقہ جو کنویں کے ارد گرد ہوتا ہے اور کنویں سے نفع اٹھانے کے لئے اس کا ہونا ضروری ہو جیسے جانوروں کو پینے کے لانا اور اسے وہاں رکھنا۔[7]

(ج) چشموں کا پانی: چشموں کی بھی تین قسمیں ہیں؛

(I) پہلی قسم ان چشموں کی ہے جو انسان نے نہ بنایا ہو بلکہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کا پانی ابل رہا ہو اس کا حکم جاری نہروں جیسا ہے، یعنی بغیر کسی کی ملک کے ہر کوئی اس کو استعمال کر سکتا ہے۔

(II) انسانوں میں کوئی اسے بنائے تو جس نے اسے تیار کیا ہے اس کے حریم کے ساتھ اسی کی ملک ہو گی۔

(III) کسی نے اپنی مملوکہ جگہ میں کنواں کھود ڈالا ہو تو اسے ہی پینے اور زمین کے سیراب کرنے کا حق ہو گا اور دوسرے لوگوں میں سوائے پیاس سے بے قرار شخص کے کسی اور کو کوئی حق نہیں۔

ان مصادر کے موافق پانی کو استعمال کیا جانا چاہیئے کیونکہ اگر پانی کو بے جا اور بے دریغ استعمال کیا جائے تو اس سے نہ صرف پینے کا میٹھا پانی ضائع اور ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گا بلکہ فصلوں کی سیرابی کے لئے درکار پانی بھی ختم ہونے کا اندیشہ ہو گا۔اس کے علاوہ پانی کی حفاظت غذائی تحفظ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے،اسی لئے پانی کی استعمال کرنے کی مقدار اور اس کے تحفظ کے متعلق اللہ تعالی کے فرامین اور نبی کریم ﷺ کی ہدایات میں وارد ہوئی ہیں۔اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کھانے پینے کا ذکر کرنے کے بعد اسراف سے منع فرمایا ہے:

يٰبَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۝(الاعراف:31)

ترجمہ: اے آدمؑ کی اولاد مسجد جاتے ہوئے خود کو صاف ستھرا کیا کرو اور کھاؤ پیو وراسراف نہ کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالی کے اس قول سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جب اللہ نے پینے کے پانی میں اسراف سے منع فرمایا ہے تو دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں بدرجہ اولی اسراف نہ کرنے کا حکم ہو گا جیسے غسل،وضوء، فصلوں کی سیرابی وغیرہ۔غسل اور وضو میں پانی کی مقدار کے متعلق حضور ﷺ نے میانہ روی اختیار کی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْسِلُ، أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ، بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ.[8]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ خود غسل میں ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی اور وضو میں ایک مد پانی استعمال کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اعرابی آیا اور نبی کریم ﷺ سے وضو سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ہر عضو تین تین مرتبہ دھو کر اسے دکھایا اور فرمایا:

هَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا، فَقَدْ أَسَاءَ، أَوْ تَعَدَّى، أَوْ ظَلَمَ.[9]

ترجمہ: یہ وضو ہے تو جو کوئی اس سے زیادہ پانی استعمال کرتا ہے تو اس نے غلطی کی اور زیادتی اور ظلم کیا۔

تو جب ان کاموں اور پینے کے پانی میں جو عبادت کے لئے ضروری ہے اگر ان میں حد سے زیادہ استعمال اور اسراف سے منع فرمایا ہے جو انسان کی بقا کے لئے ضروری ہیں تو زمی کو سیراب کرنے میں اسراف کیسے نہ ہو گا کہ جس فصل کو یا زمین کو پندرہ بیس دن میں ایک بار پانی کی ضرورت ہو اور اسے ہر دوسرے یا تیسرے دن بعد پانی دیا کاتا ہو تو یہ اس نعمت خداوندی کا ضیاع ضرور ہے،اسی کے ساتھ زمین پر پانی بہانا کہ اس کا پانی کوئی اور استعمال نہ کر سکے، یہ تو حد سے زیادہ ظلم ہے یا راستوں اور سڑکوں میں اتنا پانی چھڑکانا کہ کیچڑ بن جائے تو یہ اسراف سے بھی اعلیٰ درجے یعنی تبذیر ہے جس کے بارے میں قرآن مجید نے شیطان کے بھائی فرمایا ہے۔

پینے کے پانی میں احتیاط تو اس طرح کی جا سکتی ہے اور یہی بھی ہے کہ جتنے مقدار میں پانی کی ضرورت ہو اتنی ہی مقدار میں لیا جائے،اب تو عموماً سٹور من نیچی جانے والی بوتلوں کا پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں احتیاط کی جاتی ہے، لیکن پینے کے علاوہ جن مقاصد کے لئے پانی استعمال کی جاتی ہے وہاں پر اسراف ہوتا ہے جیسے راستوں اور سڑکوں چھڑکاؤ، عمارتیں بنانے میں، گھارا بنانے اور ترائی کرنے اور گھروں میں برتن دھونے وغیرہ میں پانی کا ضرورت سے زیادہ پانی کا استعمال کیا جاتا ہے جو ایک وسم کا ضیاع ہے،اسی طرح زمینوں کی سیرابی میں بھی پانی کے استعمال میں احتیاط کی جانی چاہیئے۔اس سلسلے میں چند ایک ضروری اقدامات ضروری ہیں تاکہ پانی کے اس ضیاع کو روکا جا سکے:

(1)زمین کو پانی دیتے وقت مٹی کی سطح کو ہموار اور برابر رکھنی چاہیئے، ناہموار زمین کی سیرابی مشکل ہوتی ہے اور کسان بھی جب تک تمام زمین کو پانی میں ڈوبا ہوا نہ دیکھے پانی دیتا رہتا ہے، جس سے کافی پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ تجربے سے ثابت ہے کہ اس عمل سے نصف مقدار تک پانی کی بچت ہوتی ہے۔

(2)زمینوں کو پانی دیتے وقت اس کے بہاؤ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ بہت زیادہ تیزی سے آنے والے پانی کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ زمین سیراب ہو چکی ہے یا نہیں لہٰذا اگر مناسب رفتار سے پانی بہایا جائے تو فصل کی ضرورت کے مطابق پانی دیکر باقی پانی دوسری ضرورت کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پانی کو کسی جگہ پہلے سے جمع یا ذخیرہ کریں اور پھر وہاں سے زمینوں تک پانی لے جا کر سیراب کریں تو اس میں بہت زیادہ پانی کی بچت ہوتی ہے۔

(3)زمینوں کو پانی دیتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ مٹی کی سطح تک پانی دیں اس سے زیادہ پانی کی مقدار فصل کو نقصان دے سکتی ہے اور پانی بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(4)چھڑکاؤ کے لئے صاف اور ٹیوب ویل وغیرہ کا پانی استعمال کرنے سے گریز کریں اور ندی نالوں کا پانی استعمال کریں، تاکہ پینے کا پانی ضائع نہ ہو۔

(5)پینے کا پانی گندہ ہونے سے بچایا جائے۔ٹیوب ویل یا دوسرے ذرائع سے جو پانی نکالا جاتا ہے وہ بہت زیادہ مقدار میں ضائع ہوتا ہے کیونکہ لوگ اپنے استعمال کے لئے پانی لے کر نلکے وغیرہ کو بند نہیں کرتے اور بغیر ضرورت کے بہایا جاتا ہے، اس سے زمین کے اندر پانی کی مقدار کم ہوتی ہے اور بجلی کا ضیاع بھی ہوتا ہے۔

(6)بڑے پیمانے پر دریاؤں اور سمندروں کا پانی ریلے کی صورت میں گزر جاتا ہے لیکن اس کو قابل استعمال بنایا جا سکتا ہے کہ مختلف اور مناسب جگہوں پر ڈیم بنائے جائیں اور بجلی بنانے کے لئے اسے استعمال کیا جائے اس سے ملکی معیشت پر مثبت اثرات پڑیں گے۔

(7)پانی کے وسیع ذخائر کے ذریعے نہ صرف پانی کو ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے بلکہ اس سے ہوائی آلودگی بھی کم ہوتی ہے کیونکہ پانی کے بخارات ہوا میں شامل ہو کر اس کی آلودگی میں کمی کا سبب بنتے ہیں اور ماحول کے درجہ حرارت پر بھی مثبت اثر ڈالتے ہیں۔

لہٰذا پانی کے اس ضیاع کو روکنے کے لئے اجتماعی اور انفرادی طور پر کوشش کرنا ضروری ہے ورنہ ہمیں ایسی صورت حال کا سامنا پڑ سکتا ہے کہ نہانے اور منہ ہاتھ دھونے کو کیا پینے کے لئے ایک ایک بوند کے لئے ترستے رہیں گے۔

پانی کے تحفظ کا غذائی تحفظ پر اثرات

پانی کے ضیاع کو روکنے اور اس کی حفاظت کے اثرات براہ راست غذائی تحفظ پر پڑتے ہیں۔کیونکہ جس طرح حیوانات پانی کے بغیر نہیں رہ سکتے بالکل اسی طرح نباتات بھی پانی کے بغیر نشو و نما نہیں پا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ بنایا ہے اور اسی کے مطابق دنیا چلا رہا ہے، کیونکہ (ماتریٰ فی خلق الرحمن من تفوت) کی رو سے اللہ نے جو چیز جیسی بنائی ہے وہ اسی طرح اپنے ارد گرد کے حساب سے صحیح اور مناسب ہے اور اس میں کسی چیز کی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔اسی طرح نباتات کے اگنے کے لئے اللہ نے مٹی، پانی اور وشنی کو لازم قرار دی ہے اور ان کے بغیر ان کا اگنا محال ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی پیدائش میں کسی بھی چیز کو محتاج نہیں۔

ہم جو پانی مختلف مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں ان کے تین بڑے ذرائع ہیں، نہریں، بارش اور چشمے۔اگر ان کا پانی مناسب طریقے سے محفوظ اور استعمال کیا جائے تو غذائی قلت سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے، لیکن ہم پانی کا اکثر حصہ ضائع کرتے ہیں اور بہت کم مقدار میں ہم پانی استعمال میں لاتے ہیں۔زمین کی سیرابی کے لئے ہم عموماً نہروں کا پانی استعمال کرتے ہیں جبکہ بعض علاقوں میں ٹیوب ویل کا پانی بھی استعمال کیا جاتا ہے جہاں نہری پانی نہ ہو۔اس پانی کا بہترین استعمال یہ ہے کہ نہروں پر جگہ جگہ بندھ یا چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں اور اس میں پانی کو جمع کیا جائے جسے بوقت ضرورت استعمال کیا جا سکے، اسی طرح ندیوں پر بھی بڑے بڑے تالاب بنائے جا سکتے ہیں جس مستقبل میں قابل استعمال لایا جا سکتا ہے۔اس طرح پانی وہ بڑا حصہ جو ہمارے دریاؤں میں بغیر استعمال کئے گزر جاتا ہے اور سمندروں کا حصہ بن جاتا ہے، ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔اور فصلوں یا غلہ کی پیداوار میں اضافے کا سبب بن کر غذائی قلت کے خاتمہ میں مؤثر ہوگا۔

اسی طرح پانی بذات خود ہماری غذا بھی ہے کہ اس کے بغیر ہمارا زندہ رہنا ناممکن ہے، اس لئے پینے کا صاف پانی کے ضیاع کو بھی روکنے کی ضرورت ہے، جس کے مناسب اقدامات کی ضرورت ہے۔ہم چشموں، کنوؤں اور ٹیوب ویل کا پانی پیتے ہیں لیکن ان کی حفاظت کو کوئی بندوبست نہیں ہے اور جتنی مقدار میں ہم اسے پیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ضائع کیا جاتا ہے۔چشمے کو سارا سال بہتے رہتے ہیں اس کا پانی استعمال کے لئے تو لے جایا جاتا ہے لیکن اس کے بعد نکلنے والا پانی ندی نالوں یا دریاؤں کا حصہ بن جاتا ہے اور

اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تو کیا گیا اور نہ کیا جاتا ہے، مناسب یہ ہے کہ کوئی بڑا تالاب بنایا جائے جس میں یہ پانی جمع ہوتا ہو اور بعد میں ضرورت کے لئے استعمال میں لایا جائے۔اس کے ساتھ اگران چشموں سے ایک پائپ لائن کے ذریعے پانی ایسے مقام کی طرف لے جایا جائے جہاں پر پانی نایاب یا کم ہو تو وہاں کے لوگوں کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور پانی ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔

پانی کا ضیاع ایک اور جگہ پر بھی بہت زیادہ ہوتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مسجد میں پانی کا انتظام جتنا بھی اچھے اور صحیح طرح سے ہو سکتا ہے ہم بڑے شوق سے ثواب کی خاطر کرتے ہیں، پانی کی ٹینکی بناتے ہیں اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کے لئے 24 گھنٹے وضو اور غسل کا پانی موجود ہو، عمدہ قسم کے پائپ اور نلکے لگاتے ہیں، لیکن ہم وضو میں جتنا پانی استعمال کرتے ہیں اتنا شرعی طور پر غسل کے لئے کافی ہوتا ہے۔کیونکہ ایک دفعہ نلکا کھولا تو جب تک وضو مکمل نہ ہو ہم نلکا بند نہیں کرتے اور جتنا پانی وضو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس سے دگنی مقدار فضول گرایا جاتا ہے اور ہم نے پچھلی صفحات میں حدیث نقل کی کہ وضو میں زیادہ پانی کا استعمال اسراف ہے اور یہ تو استعمال میں نہ آنے والا پانی ہے جو بہہ جاتا ہے یہ تو اسراف سے بھی بڑھ کر ہے۔اس اسراف کو روکنے کے لئے علماء صاحبان کو چاہیئے کہ صرف زبانی وعظ اور نصیحت سے کام نہ لیں بلکہ ہر مسجد میں لوٹے مہیا کی جائیں اور لوگوں سے کہا جائے کہ اس میں پانی ڈال کر وضو کیا کریں تاکہ کم از کم ثواب کے کام میں گناہ لازم نہ آئے۔

پانی کے صحیح استعمال کے لئے اس کی منصوبہ بندی کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر منصوبی بندی کے کی جانے والے کام عموماً ناکام ہوتے ہیں، اسی طرح اگر مناسب طریقے سے پانی کو تقسیم نہ کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ پانی ضائع ہوتا ہے بلکہ لڑائی جھگڑے کا سبب بھی بنتا ہے، اور شریعت اسلامی نے ہر اس کام سے منع ہونے کا حکم دیا ہے جو تنازع کا سبب بنے، اس کی مثال نبی کریم ﷺ کا ایک فیصلہ ہے جس میں ایک انصاری کا زمین کی سیرابی کے لئے پانی کی تقسیم حضرت زبیر سے جھگڑا پیدا ہوا، انصاری نے کہا کہ میرے لئے سیرابی کرنے کے لئے پانی چھوڑ دو، تو حضرت زبیر نے انکار کیا کیونکہ اس کی زمین پانی کے قریب واقع تھی اور اس کو سب سے پہلے سیرابی کرنا کا حق حاصل تھا، تو دونوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے معاملہ پیش کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

أَسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلِ المَاءَ إِلَى جَارِكَ»، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ احْبِسِ المَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الجَدْرِ.[10]

ترجمہ: اے زبیر اپنی زمین کو پانی دے دو اور پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔اس فیصلے سے انصاری غصے ہوا اور کہا کہ آپ کا چچازاد ہے اس لئے؟ حضور ﷺ کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ زبیر اپنی زمین کو سیراب کرو اور پھر اس وقت تک پانی کو بند کر کے کھیتوں میں بہاؤ جب تک پگڈنڈی پر سے نہ گزرے۔

امام نوویؒ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ حضور کا اس بات پر غصہ اس لئے آیا کہ آپ ﷺ نے زبیر کا اس کے حق کی وجہ سے پہلے اپنی زمین کو سیراب کرنے کا حق دیا اور ساتھ فرمایا کہ مناسب مقدار میں پانی استعمال کرنے کے بعد پانی اپنے ساتھی کے لئے دو لیکن اس لطف و کرم پر انصاری راضی نہ ہوا اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ زبیر اس بات پر بھی راضی ہے کہ اپنی زمین کو ضروری سیرابی کے بعد پانی انصاری کے لئے چھوڑ دے تاکہ حضور ﷺ کی اطاعت ہو جائے لیکن جب انصاری نے نبی کریم ﷺ کے فیصلہ پر اعتراض کیا تو حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنا کامل حق وصول کر کے پانی چھوڑے اور وہ یہ ہے اپنی زمین کو مکمل سیراب کرے یہاں تک کہ زمین کی پگڈیڈیوں تک پانی سے بھر جائے تب اپنے ساتھی کے لئے پانی چھوڑے۔[11]

حضور ﷺ کا یہ طرز عمل ہمارے لئے اور سلطنت یا حکومت کے لئے مشعل راہ ہے کہ پانی کی تقسیم میں یہی طریقہ اپنائے کہ جس کو جتنا پانی زمین کی سیرابی یا دوسری ضروریات کے لئے درکار ہو اتنا پانی دے کر باقی پانی دوسرے لوگوں کو دے تاکہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرے، اس سے پانی کا ضیاع نہ ہو گا اور زرعی پیداوار میں اضافے کا بھی سبب بنے گا۔جہاں تک حق کی بات ہے کہ جتنے پانی پر کسی کا حق ہو وہ اسی کا ہے وہ کسی اور کو دے یا نہ اس کی مرضی ہے۔اس بارے میں اسلام ہمیں دوسروں سے ہمدردی اور نرمی کا حکم دیتا ہے کہ جو پانی اپنے استعمال سے زیادہ ہو تو اسے دوسرے کو ہبہ کرے تاکہ وہ فائدہ اُٹھا سکے، اور دوسری طرف اسلام نے ہمیں اسراف اور تبذیر سے بھی منع فرمایا ہے تو ضائع کرنے پر وعیدیں بھی آئی ہیں، لہٰذا اس کا حق اس کا ہے لیکن اگر وہ صرف دوسروں کو محروم کرنے کے لئے کسی کو نہیں دیتا تو حکومت وقت سیاستاً اس سے وہ چیز لے کر مناسب جگہ میں استعمال کر سکتا ہے۔

پانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ تین چیزوں یعنی پانی، چراگاہ اور آگ میں سب برابر کے شریک ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ ان چیزوں کی انسان کو آسان زندگی گزارنے کے لئے اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک انسان کو ان کا مالک بنا دیا جائے تو وہ بخل سے کام لے کر دوسروں کے لئے تنگی پیدا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا۝(الاسراء:100).

ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین کے خزانوں کا مالک تک کو بنا دیا جائے تو تم ان کو خرچ کرنے کے ڈر اپنے پاس ہی روک لوگے اور انسان (بخیل) ہے۔

اور یہ بات بھی درست ہے کہ پانی کی حفاظت غذائی تحفظ کا ضامن ہے کیونکہ پانی اس کا ایک بڑا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۝ وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۝(النحل:14،15)

ترجمہ: اللہ وہی ذات ہے جس نے تمہارے لئے سمندروں کو مسخر کیا تا کہ تم اس ن سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاؤ اور ان سے پہننے کے لئے زیورات (موتی وغیرہ) نکالو اور تم ان میں کشتیاں چلتی ہوئی دیکھتے ہو اور اس لئے کہ تم اس میں رزق تلاش کرو تاہ تم شکر گزار بنو۔ اور زمین پر پہاڑوں کو رکھا تا کہ تمہارے لئے اس میں نہریں اور راستے چلائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچو۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندروں کے پانی میں ہمارے لئے مچھلیوں کی شکل میں رزق رکھا ہے اور زرعی پیداوار حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔

اسی طرح سورۃ فاطر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۝(فاطر:12)

ترجمہ: اور دونوں سمندر برابر نہیں ملتے کہ ایک طرف میٹھا اور دوسرے طرف کھارا پانی ہے اور ہر پانی سے تم تازہ گوشت کھاؤ اور پہننے کے لئے اس سے زیورات نکالتے ہو اور اس میں کشتیاں چلا کر رزق تلاش کرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

اس کا بھی وہی مفہوم ہے جو ابھی گزر چکا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور مہربانی ہے کہ ہمارے لئے سمندروں کی غذا حلال کیا ہے تو ایسے کتنی قومیں ہیں یا گزر چکی ہیں جن کا گزارہ سمندری پانی پر ہوتا ہے کہ یا تو انسے براہ راست غذا حاصل کرتے ہیں یا ان میں تجارتی سفر کرتے ہیں یا اس کا پانی زراعت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگوں کی پہنچ سے دور ہوتا تو ان کو زبردست تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔

سمندری جانوروں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے،" هو الطهور ماؤه، الحل ميتته"[12]

ترجمہ: اس کا پانی پاک ہے اور مردار (جانور یعنی مچھلی کی تمام اقسام) حلال ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد نبوی ہے،" كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ"[13]

ترجمہ: ہر سمندری چیز ذبح کی ہوئی ہوتی ہے۔

لیکن اس سے یہ مطلب لینا غلطی ہوگی کہ ہر آبی کو حلال سمجھا جائے کیونکہ مختلف مسالک میں مینڈک، مگرمچھ وغیرہ حرام قرار دی گئی ہیں، لیکن ان سب میں جو مشترک حلال چیز ہے وہ مچھلی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ساحلی علاقے کی طرف بھیجا اور ابو عبیدہ بن جراح کو امیر مقرر فرمایا اور ہم تین سو مجاہدین تھے۔ راستے میں ہمارا کھانے کا سامان ختم ہوا، تو امیر لشکر نے ہر ایک سے اپنا توشہ لا کر جمع کرنے کا حکم دیا اور پھر ہر ایک کو ایک ایک کھجور کھانے کو ملتا، کسی نے پوچھا کہ ایک کھجور کیا کام کر دیتی تھی تو فرمایا کہ اس ایک کھجور کی قیمت کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوا جب وہ بھی ختم ہو گئے۔ ہم سمندر کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں پہاڑ کے برابر ایک مچھلی

ساحل پر پڑی دیکھی جسے ہم نے 18 دن کھایا۔ابو عبیدۃ نے دو پسلیوں کو کھڑا رنے کا حکم دیا، پھر ایک ستر سوار کو اس کے نیچے سے گزرنے کو کہا تو وہ اس کے نیچے سے گزرا اور اس کا سر پسلیوں کے اوپر حصے تک نہیں پہنچا۔[14]

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ہم واپس آئے تو نبی کریم ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ کھاؤ یہ رزق اللہ تعالی نے تمہارے لئے نکالا تھا، ہمیں بھی یہ کھلاؤ اگر تمہارے پاس کچھ باقی ہو تو مجھے بھی دو، تو ایک شخص وہ گوشت لے آیا تو حضور ﷺ نے وہ تناول فرمایا۔[15]

گویا اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ احرام کی حالت میں انسان کو شکار سے بالکلیہ منع نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف خشکی کے جانوروں کا شکار ان کے لئے ممنوع ہے، سمندری سفر میں جاتے ہوئے وہ شکار کر کے کھا بھی سکتا ہے اور ساتھ لے جا بھی سکتا ہے۔[16]

ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ یہاں پر کچھ ایسے خاص علاقے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے جیسے مچھلی کا شکار، یہ ایک علیحدہ صنعت کا درجہ اختیار کر سکتا ہے، کیونکہ فی الحال جتنی مقدار میں مچھلی نکالی جاتی ہے وہ کروڑوں اربوں روپوں پر مشتمل ہے جو کہ کل مچھلی کا چند فیصد بنتی ہے، لیکن اس سے بہت زیادہ مقدار میں مچھلی بغیر شکار کے چلی جاتی ہیں، لہٰذا اس کے مکمل منصوبی بندی کی ضرورت ہے تا کہ غذائی قلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مختصر طور پر اس بحث کا مختصر خاصہ یوں پیش کر سکتے ہیں؛

(1) پانی انسانی ضروریات کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ یہ انسانی حیات کی بنیاد ہے اور یہ انسان کی اولین غذا ہے، اس کے ساتھ کھانے پکانے، برتن دھونے، غسل کرنے وغیرہ کے لئے بھی پانی اہم ترین ہے۔ گویا پانی خود تو اولین غذا ہے اور ساتھ ہی دوسری غذاؤں کے لئے سبب بھی ہے۔

(2) زراعت کے لئے بھی پانی ایک اہم عنصر ہے کیونکہ زمین کی زرخیزی، اور اس کی پیداوار کا دار و مدار پانی پر ہی ہے، سمندری پانی کا اکثر استعمال اسی مقصد کے لئے کی جاتی ہے۔ ہمارے پھل، سبزیوں اور اناج کی پیداوار کا سبب پانی ہی ہے۔

(3) پانی کے بغیر بحری جانور کا زندہ رہنا ناممکن ہے کیونکہ یہ جانور جیسے مچھلی وغیرہ پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں، اسی میں پروان چڑھتے ہیں، پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

(4) اسی پانی سے ہمیں مال و دولت اور زیب و زینت کی چیزیں جیسے موتی وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔

(5) غذا کے علاوہ دوسری مصنوعات کے لئے بھی پانی کم اہم نہیں، مثال کے طور عمارتیں بنانے، کارخانوں اور ملوں میں جو کام بھی کیا جاتا ہے وہ بغیر پانی کے نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ بعض جگہوں میں مشینیں جب گرم ہو جاتی ہیں تو اس کو ٹھنڈا ہونے کے لئے پانی ہی استعمال ہوتا ہے۔

پانی جانوروں اور ان کی نمو کے لئے بھی بنیاری عنصر ہے، کیونکہ ان کے لئے خوراک پانی ہی کے ذریعے پیدا ہوتی ہے، جیسے گھاس، جڑی بوٹیاں اور پودے وغیرہ۔

1: ابن سرور محمد اویس، عبد النصیر علوی وغیرہ، المعجم الوسیط، مکتبۃ رحمانیہ لاہور، ص 1081

2: امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر: 706، 4: 1784

3: سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الطبرانی (م: 360ھ) الدعاء للطبرانی، محقق: مصطفی عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1413ھ، حدیث نمبر: 899، 1: 280

4: البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ (م: 458ھ)، الشعب الایمان، تحقیق: ڈاکٹر عبد العلی عبد الحمید حامد، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض، 1423ھ، حدیث نمبر: 3175، 5: 122

5: الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البغدادی (م: 450ھ)، الاحکام السلطانیہ، دار الحدیث، قاہرہ، س ن، 1: 268

6: ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، س ن، حدیث نمبر 2483، 2: 830

7: الماوردی، الاحکام السلطانیہ، 1: 271

8: امام بخاری، الصحیح البخاری، حدیث نمبر: 201، 1: 51

9 :ابن ماجہ، سنن ابن ماجۃ، حدیث نمبر:422، 1:271

10 :البخاری، الصحیح البخاری، حدیث نمبر 2359، 3:111

11 :ابوزکریا، محی الدین یحیٰ بن شرف النووی(م:676ھ)، المنھاج شرح صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1392ھ، 7:177

12 :ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:83، 1:62

13 :ابو بکر البیھقی، سنن الکبریٰ، حدیث نمبر:18969، 9:424

14 :البخاری، الصحیح البخاری، حدیث نمبر:2483، 3:137

15 : البخاری، الصحیح البخاری، حدیث نمبر:4362، 5:167

16 :عاشق الٰہی، انوار البیان، 2:148